سید یونس الحسنی

بازیچۂ تمسخر

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں داخلہ اور مذہبی امور کی وزارتوں کے اشتراک سے اتحاد بین المسلمین اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ کی قومی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں وزیر داخلہ اور وزیر مذہبی امور کے علاوہ تمام مکاتب فکر کی اٹھارہ دینی جماعتوں کے سربرآوردہ علماء و سکالرز نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تحریک جعفریہ نے حسب معمول بوجوہ بائیکاٹ کی راہ اپنائی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا..... "ملک میں فرقہ واریت سے جو صورت حال بن رہی ہے اس پر عوام اور دنیا کیا سوچتی ہے، ایک دوسرے کو کافر کہا جاتا ہے، لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے، اس طرح تو ہماری طاقت ختم اور دشمن کامیاب ہوگا، ہم اس کا تر نوالہ ہوں گے۔ حکومت اور علماء کی اہم ذمہ داریاں ہیں ہمیں سر جوڑ کر اس مسئلے کا حل نکالنا ہے، حکومت نے جہاد کے بارے مضبوط موقف اپنایا ہے مگر جہادی تنظیمیں پورے ملک میں پھرتی، بینر لگاتی، چندہ اکٹھا کرتی اور ہتھیاروں کی نمائش کرتی ہیں۔ کچھ جماعتیں اجتماعات کرتی ہیں، ایک کے بعد دوسرا اجتماع، یہ تو بخار کی شکل ہے۔ پریس اجتماعات کے چکر میں رہتا ہے۔ ریلیاں اور مارچ اچھی بات نہیں، اسلامی نظام ایک دن میں نافذ نہیں ہو سکتا، اجتماع کرنے والے امن و امان کا خرچہ بھی برداشت کریں۔ مجرموں کو سیاست یا جہاد کی آڑ نہیں لینے دیں گے۔ اکوڑہ خٹک میں کون سا جہاد ہو رہا تھا کہ وردی پوش اسلحہ بردار جمع تھے، یہ بھی شعبہ کوئی تعمیری اور فلاحی کام نہیں کرتا، عدم رواداری پھیلاتا ہے، منگلا اور تربیلاڈیم جماعت اسلامی نے تو نہیں بنائے، کافر ملکوں میں معاشرتی امن ہے۔ مگر ہمارے مسلم ملک میں آشتی نہیں۔ کوئی اسلام آباد کی طرف مارچ کی دھمکی دیتا ہے۔ ہماری اپیل ہے باز آجاؤ ورنہ قانون کا نفاذ ہر سطح پر سختی سے کیا جائیگا۔ مدارس میں جانا کوئی بری بات نہیں، صرف مولوی پیدا نہ کریں لوگوں کے ذہن کھولیں۔"

ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ جرم اور سیاست دو الگ الگ راہیں ہیں۔ جرائم پیشہ افراد یا گروہوں کو سیاسی آڑ ہرگز نہیں ملنی چاہیے۔ بالکل اسی طرح غارتگروں اور جہادیوں میں بعدالمشرقین ہے، دونوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنا کسی طور پر انصاف نہیں دراصل جمہوری سیاست نے ہماری معاشرتی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں عسکری شعبے ہوں یا سویلین طبقات ہر سطح پر اسی نامسعود سیاست کے جمہوروں کا رہن بسیرا ہے۔ ان کے گھروندے مویشی چوروں سے لیکر قومی لٹیروں تک کی پناہ گاہیں ہیں۔ وطن عزیز میں قتل و غارت کی گرم بازاری کا ذمہ دار بھی یہی انبوہ سارقاں ہے۔ مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر نے کہا تھا".....
سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں مچھلیوں کے دو معصوم بچے آپس میں ٹکرا جائیں تو سمجھ لو کہ عالمی استعمار کی سازش ہے۔"..... جنرل معین حیدر غیر جانبدارانہ تحقیق کرلیں گدھے گھوڑے کا فرق سمجھ میں آجائے گا۔ انہیں یاد ہوگا پہلے کئی دفعہ تحقیقات شروع ہو کر راستے ہی میں دم توڑ چکی ہیں، ذرا سوچیے ان کے ڈانڈے کہاں کہاں ملتے ہیں۔ اپنی کمانڈنگ سٹک اپنی ہی چارپائی کے نیچے گھما کر دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ ایوب خاں سے لیکر 1971ء میں مشرقی کمان کے کمانڈر تک اور بھٹو سے نواز شریف تک کوئی بھی کسی دینی مدرسے کا فارغ التحصیل نہیں بلکہ سبھی روشن خیال تعلیمی اداروں کے سند یافتگان تھے مدارس عربیہ کا دامن ایسے لقندروں کی ساخت و پرداخت سے بفضلہ تعالیٰ

تہی ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ یہ منجے جھاڑ کران کے پیچھے پڑنا کہ صرف مولوی تیار نہ کرو ذہن کھولو، طلبہ کو سائنس پڑھاؤ۔ آخر کون سی منطق ہے؟ مسلمہ امر ہے کہ میڈیکل کالجز میں معالج تیار ہوتے ہیں، لاء کالج میں وکلاء بنتے ہیں، ٹیکنیکل کالج اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں سے چھوٹے بڑے انجینئرز نکلتے ہیں۔ دیگر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ کر سائنس دان اور آفیسر تیار ہوتے ہیں۔ بعینہ دینی مدارس میں ماہرینِ علوم شرعیہ پیدا ہوتے ہیں اس پر آپ چیں بہ جبیں کیوں؟ جس طرح میڈیکل کالج یا لاء کالج سے نیوکلیئر ٹیکنیشن یا ریاضی دان پیدا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح دینی مدارس کو سائنسدان تیار نہ کرنے کا طعنہ دینا ذہنی پراگندگی کے مضحکہ خیز اظہار کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی بجائے، سائنسدانوں سیاستدانوں اور قانون دانوں کی بڑی کھیپ جو مختلف تعلیمی اداروں سے ہر سال تیار ہو کر نکلتی ہے انہیں پابند کیجئے کہ کارگاہِ ہستی میں مفید انسان بننے کے لئے دینیات کے ضوابط مبادی بھی سیکھیں۔

جنرل صاحب! آپ روشن خیالی اور رواداری کسے کہتے ہیں؟۔ آپ کے ویان کھیان سے تو یہ مترشح ہوتا ہے کہ دینی مدرسوں کے لوگ بڑے تنگ دل اور سنگ دل ہوتے ہیں، انکا رویہ بے لچک ہوتا ہے، کھلے ذہن کا تقاضا ہے کہ وہ ہر طرح کے دجل و تلبیس سے سمجھوتہ کریں، کذب کے ہمرکاب ہوں، بے حیائی و بے حجابی سے صرف نظر کریں، ظلمت سے معاہدہ کریں، نور کا پرچار چھوڑ دیں، طاغوت کو برداشت کریں، کفر پر تحمل برتیں، ارتداد و الحاد پر خاموش رہیں، بقول جوش ''اعضاء کی شاعری کنکھیوں سے دیکھیں اور مسکرا کر گذر جائیں''، ملکۂ ترنم کے گیت سن کر واہ واہ کریں، صحابہ پر تبرا ہوتا دیکھیں اور داد دیں، کشمیر میں عفت مآب بیٹیوں کی ردائے حرمت تارتار ہونے کی خبر سنیں اور تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائیں۔ نفاذ اسلام کے مطالبہ سے باز رہیں۔ جب شنوائی نہ ہو تو اجتماعات کرنے سے گریز کریں، تحفظ ختم نبوت کی بات چھوڑ دیں، توہینِ رسالت ایکٹ قائم رکھنے کی ضد ترک کر دیں، آپ کے (مولائے کل) امریکہ کی مخالفت بند کر دیں۔ افغانوں کو بے یارو مددگار مرنے دیں، فرنگی ملبوس زیب تن کریں حضرت مولانا کی بجائے ہزایکسیلینسی کہلائیں اور ہزماسٹر وائس بن کر رہیں تو ٹھیک ہے پھر امن کی برکھا رت بھی ہوگی اور آشتی کی بہار جانفزا بھی..... کس قدر خلاف فطرت ہے یہ سوچ

''اک طرف تماشہ ہے'' جنرل کی طبیعت بھی''

ڈیئر سر! یہ رواداری نہیں بے غیرتی کی انتہا ہے جس پر کسی بھی طرح صاد نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا! یہ کوئی نئی بات نہیں، اس داستانِ ہوشربا کی ایک صدی پر محیط ہے، آپ جن کی زبان میں لب کشا ہیں ان کے ہاں ایمان و عمل یا سیرت و اخلاق کا سلیقۂ حیات میں کوئی مقام نہیں، وہ منافقت میں سمجھے ہوئے غلط پیمان اور بے رحم دشمن ہیں۔ سفاک دشمن کو اپنا محسن و مربی سمجھ لینے کا نتیجہ ہمیشہ انتہائی خوفناک ہوتا ہے۔ اور پاکستان بار دیگر ایسے نتائج کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے جدید تعلیمی ادارے میکالے کے تخلیق کردہ ننگ انسانیت نظام تعلیم و تعلم کی آماجگاہیں ہیں۔ جبکہ ہمارے علماء اہل حق اور ان کے قائم کردہ مدارس حق آگاہی اور حق پژوہی کا بحر مواج۔ مارآستیں ہر زمانے میں ہوتے ہیں، ایک صدی پہلے بھی تھے کہ جن کی جیرہ دستیوں اور غداریوں کے باعث مسلم انڈیا تاج برطانیہ کے زیر نگیں ہو گیا، آپ جانتے ہیں پھر کیا ہوا۔ انہی دینی مدارس کے طلبہ و اساتذہ نے لیلائے حریت کے حضور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ ان کے سینے گولیوں سے چھلنی

ہوئے۔ ان کے پیٹ چاک کر کے درختوں پر لٹکائے گئے۔ وہ توپوں سے باندھ کر اچھالے گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صرف عالمگیری مسجد کے صحن میں سیکڑوں علماء کو شہید کیا گیا۔ تب کہیں آزادی کی منزل قریب آئی۔ آج اسی گروہ قزاقاں کی روحانی، معنوی اور اصطلاحی اولادیں وہی تماشا پھر سے دکھانے کی تمنائی ہیں۔ لیکن اب ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اب مسلمان بیدار ہے، یہ بیداریٔ اہل دین اور انکے مدارس ہی کی وجہ سے ہے جو آپ کو بری طرح کھٹک رہے ہیں۔ دشمن حیلہ سازیوں میں مصروف ہے۔ ہمارے سیاسی اکابر اسکے جھیتے ہیں اور آپ ان سے سخت مرعوب۔ کسی بڑے شاعر کو آپ کا مرثیہ لکھنا چاہیے۔

آپ نے کہا مدارس والے لوگوں سے کھالیں اور چندہ لیتے ہیں۔ مثلاً وتربیلا ڈیم انہوں نے تو نہیں بنائے۔ یہ کوئی تعمیری کام نہیں کرسکتے۔

یاللعجب! ''وہی قتل بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا''

قربان جاؤں آپ کی داخلیت کے۔ آپ تو ان جماعتوں کے ذرائع آمدن تلاشتے پھرتے تھے، یہ فلاحی کام جو معاشرے میں نظر آتے ہیں ان میں حکومت کا کچھ حصہ نہیں، یہ سب نجی شعبے ہی نے کئے ہیں، آپ بے جا دخل اندازی نہ کریں اور بے وقت کی بے سروپا راگنی کے الاپ شلاپ تیاگ دیں تو ڈیم بھی بن سکتے ہیں۔ جو لوگ نئے شہر بسا سکتے ہیں ان کے لئے یہ ناممکن نہیں۔ ویسے آپس کی بات ہے جس کھونٹے پر آپ رقص کناں ہیں وہ بھی ڈیموں کی صورت میں اسی مکار دشمن کا صنم کدہ ہے جو مخصوص مقاصد کے لئے تعمیر کیا گیا۔ ''فنکار'' اپنی مطلب براری میں کہاں تک کامیاب و ناکام رہا۔ یہ کہانی پھر سہی۔

محترم! آپ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک یاد دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ...... ''جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ میری امت جب تک جہاد کی رسیا رہے گی عزت پائیگی جب جہاد کی راہ چھوڑ دے گی تو دوسروں کی دست نگر ہو جائے گی۔.....'' آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ پاکستانیوں میں جذبۂ جہاد پھر سے انگڑائی لے رہا ہے۔ آپ تو اس عظیم فوج کے جرنیل رہے ہیں۔ ایمان، تقویٰ جہاد فی سبیل اللہ جس کا ماٹو ہے۔ آپ اس کیفیت کو دہشت گردی کیوں قرار دے رہے ہیں۔ آپ کا شبھ نام تو معین الدین حیدر ہے۔ کارل اندر فرتھ نہیں۔ لغت میں اپنے نام کے مطالب و معانی دیکھیئے پھر اپنے موجودہ امریکی نژاد نظریات سے تقابل کیجئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کو بہت شرم آئے گی، خود سے منہ چھپاتے پھریں گے۔ اتحاد بین المسلمین کانفرنس کے نام پر علمائے دین کو اکٹھا کر کے جو گفتگو آپ نے کی اور تلخی کی جس پیک تک پہنچ گئے وہ وزارت داخلہ کے منصب کے شایاں نہیں۔ علماء کرام ہماری قومی غیرت اور ملی عظمت و حمیت کے ترت پھرت نمونے ہیں۔ ورثاء انبیاء کے ساتھ آپ کی طرزِ گفتار نے اچھے خاصے پاکیزہ ماحول کے تقدس کو بازیچۂ تمسخر بنا کر رکھ دیا۔ جنرل صاحب یہ سب اچھا نہیں ہوا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

بقیہ 17 پر